Al-Marjān Research Journal
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

خصوصی شمارہ برائے "عُرف بطور ماخذِ شریعت"

Principles of custom in the era of the Prophet (peace be upon him)

عہد نبوی ﷺ میں عرف کے اصول

Authors Details

1. **Dr. Abdul Rahman** (Corresponding Author)
   Lecturer Department of Islamic Studies University of Gujrat, Gujrat Pakistan.
   Email: **onlyimran2010@gmail.com**
2. **Aqsa Nazir**
   B.S Scholar of Islamic Studies University of Gujrat, Gujrat Pakistan.

Citation

Rahman, Dr. Abdul, and Aqsa Nazir. " Principles of custom in the era of the Prophet (peace be upon him)" *Al-Marjān Research Journal*, 3, no.1, Jan-Mar (2025): 175−194.

Submission Timeline

Received: Dec 16, 2024
Revised: Jan 03, 2024
Accepted: Jan 14, 2025
Published Online: Jan 22s, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Principles of custom in the era of the Prophet (peace be upon him)

عہد نبوی ﷺ میں عرف کے اصول

☆ ڈاکٹر عبدالرحمٰن　　　　☆اقصیٰ نذیر

Abstract

This study examines the position and application of 'Urf (customary law) during the Prophetic era (peace be upon him), highlighting how Islamic law integrated pre-Islamic Arabian customs without compromising its core principles. While the Quran and Sunnah serve as primary sources, the Prophet Muhammad (ﷺ) adopted a nuanced approach of gradual reform rather than abrupt abolition of existing social structures. Three core principles governed the treatment of customs: (1) Retention (Imda) of practices aligned with justice, equity, and Tawheed, such as certain trade methods (e.g., Mudarabah and Salam, reformed for fairness), hospitality, measurements (Sa' and Mudd), blood money (Diyat), and bridal dower (Mahr); (2) Reform (Islah) of oppressive or superstitious traditions, including modifications to inheritance, adoption, marriage customs, and guardianship to promote ethical balance and women's rights; and (3) Abolition (Ibtal) of practices violating fundamental Islamic tenets and human dignity, like Riba (usury), gambling, female infanticide, and polytheistic rituals. Positive pre-Islamic virtues—such as generosity, honoring pledges, self-respect, patience, and simplicity—were preserved and elevated, as exemplified in the Prophet's (ﷺ) approval of Hatim al-Tai's hospitality and retention of attire like Imama, Qalansuwa, Burnous, and Khimar (with Islamic refinements for modesty). Familial customs like Walimah were encouraged as Sunnah. By recognizing 'Urf as a secondary source subordinate to Nass (textual evidence), the Prophetic methodology established the legal maxim "Al-'Adah Muhakkamah" (Custom is Authoritative), enabling Islam's adaptability across cultures and times while safeguarding its divine essence. This approach underscores Islam's socio-economic and ethical compatibility with human societies.

Keywords: Urf (Customary Law), Prophetic Methodology, Legal Reform (Islah), Al-Adah Muhakkamah, Socio-Economic Ethics.

تعارف موضوع

اسلامی شریعت کے ماخذ میں قرآن و سنت کے بعد عرف (عرف و عادت) ایک اہم ثانوی ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عرف سے مراد وہ قول یا فعل ہے جو کسی معاشرے میں رائج اور مانوس ہو اور لوگ اس پر عمل پیرا ہوں۔ لغوی طور پر عرف کا مطلب جانی پہچانی چیز ہے، جبکہ شرعی اصطلاح میں یہ جمہور قوم کی عادت کو کہتے ہیں۔ عہدِ جاہلیت میں عرب معاشرہ تجارت، مہمان نوازی، وفائے عہد، خودداری، سخاوت اور بدوی سادگی جیسے مثبت اوصاف کا حامل تھا، مگر اس میں ربا، جوا، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے، شرک اور دیگر ظالمانہ رسومات بھی رائج تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد ان رسومات کو یکسر ختم نہیں کیا بلکہ تین اصولوں پر مبنی اصلاح کا راستہ اختیار فرمایا: امضاء (برقرار رکھنا)، اصلاح (بہتر بنانا)

☆ لیکچرر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات، پاکستان۔

☆ بی ایس سکالر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات، پاکستان۔

اور ابطال (ختم کرنا)۔ جن رسومات میں عدل، انصاف اور توحید کے خلاف کوئی چیز نہ ہوتیں، انہیں برقرار رکھا گیا جیسے تجارت کے طریقے، دیات، مہر اور لباس۔ ظالمانہ عناصر والی رسومات میں اصلاح کی گئی جیسے نکاح، وراثت اور کفالت میں اخلاقی بہتری۔ اور بنیادی اسلامی عقائد کے خلاف رسومات کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔ اس طرح عہدِ نبوی میں عرف کو شریعت کے تابع رکھ کر اسے ایک لچکدار آلہ بنایا گیا جو مختلف ثقافتوں اور ادوار میں اسلام کی مطابقت کو یقینی بناتا ہے، بشرطیکہ وہ نص شرعی کے خلاف نہ ہو۔ یہ مطالعہ اسی منہجِ نبوی کی وضاحت کرتا ہے۔

عرف کے لغوی معنی

عرف لغوی طور جانی پہچانی چیز کو کہتے ہیں۔

عرف کی اصطلاحی تعریف

اصطلاح شرع کے اندر عرف سے مراد وہ قول وافعال ہیں جو معاشرہ میں رائج ہوں اور لوگ ان پر عمل پیرا ہوں۔[1]

اس کے علاوہ ہمیں متعدد جگہوں پر عرف کی تعریف مل جاتی ہے۔

"عرف سے مراد ایسا قول یا فعل ہے جس سے معاشرہ مانوس ہو، اس کا عادی ہو، یا اس کا ان میں رواج ہو"[2]

"آخر میں سب سے زیادہ جامع اور مختصر تعریف وہ ہے جو شیخ مصطفی زرکاء نے ذکر کی ہے یعنی **"العرف عادة جمهور قوم في قول او عمل"** کسی قول یا فعل میں جماہیر الناس کی عادت کو عرف کہتے ہیں"[3]

عہد نبوی میں عرف

قبل از اسلام عرب کے رسم ورواج

اسلام سے قبل عرب میں بہت سی رسومات پائی جاتی تھی۔ ان میں سے کچھ قابل قبول تھیں۔ جبکہ کچھ معاشرے کے بگاڑ کا سبب بن رہی تھیں جیسے ان جاہلی رسم ورواج کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے بعد ختم فرما دیا۔ عرب کے کچھ رسم ورواج درج ذیل ہیں۔

1. کرم وسخاوت

یہ اہل جاہلیت کا ایسا وصف تھا جس میں وہ ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے تھے۔ حالت یہ تھی کہ سخت جاڑے اور بھوک کے زمانے میں کسی کے گھر کوئی مہمان آجاتا اور اس کے پاس اپنی اس ایک اونٹنی کے سوا کچھ نہ ہوتا جو اس کی اور اس کے کنبے کی زندگی کا واحد سہارا ہوتی تو بھی ایسی سنگین حالت کے باوجود اس پر سخاوت کا جوش غالب آجاتا اور وہ اٹھ کر اپنے مہمان کے لیے اونٹنی ذبح کر دیتا۔

2. وفائے عہد

عہد کو ان کے نزدیک دین کی حیثیت حاصل تھی جس سے وہ بہر حال چمٹے رہتے تھے۔ اور اس راہ میں اپنی اولاد کا خون اور اپنے گھر بار کی تباہی بھی ہیچ سمجھتے تھے۔

---

[1] Mukhtalif Ahl-e-‘Ilm, ‘Urf wa ‘Ādāt (May 2014), 16.
[2] Ḥāfiẓ ‘Imrān Ayyūb Lāhawrī, Fiqh al-Ḥadīth: Ta’līf wa Takhrīj, taḥqīq wa ifādah ‘Allāmah Nāṣir al-Dīn al-Albānī (February 2004), 1:68.
[3] Muṣ‘ab Muḥammad, Sharī‘at mein ‘Urf kā I‘tibār aur us ke Ḥudūd wa Quyūd (Maktabah ‘Ilm wa Fiqh Deoband), 67.

3. خودداری وعزت نفس

اس پر قائم رہنا اور ظلم وجبر برداشت نہ کرنا بھی جاہلیت کے معروف اخلاق میں سے تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کی شجاعت وغیرت حد سے بڑھی ہوئی تھی وہ فوراً بھڑک اٹھتے تھے۔ اور ذرا ذرا سے سی بات پر جس سے ذلت واہانت کی بو آتی، شمشیر وسنان اُٹھالیتے اور نہایت خونریز جنگ چھیڑ دیتے۔

4. عزائم کی تکمیل

اہل جاہلیت کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ جب بھی وہ کسی کام کو مجد وافتخار کا ذریعہ سمجھ کر انجام دینے پر تل جاتے تو پھر کوئی رکاوٹ انہیں روک نہیں سکتی تھی۔

5. حلم وبردباری اور سنجیدگی

یہ بھی اہل جاہلیت کے نزدیک قابل ستائش خوبی تھی، مگر یہ ان کی حد سے بڑھی ہوئی شجاعت اور جنگ کے ہمہ وقت آمادگی کی عادت کے سبب نادر الوجود تھی۔

6. بدوی سادگی

یعنی تمدن کی آلائشوں اور داؤ پیچ سے ناواقفیت اور دوری۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان میں سچائی اور امانت پائی جاتی تھی۔ وہ فریب کاری وبدعہدی سے دور اور متنفر تھے۔[4] اسی طرح کافی خرابیاں اور برائیاں قبل از اسلام کے عربوں میں پائی جاتی تھیں جن کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔

"ولا تقتلو اولادكم من املاق نحن نرزقكم و أياهم "[5]

اور اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی رزق دیتے ہیں۔

چونکہ دور جاہلیت میں عربی اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل کر دیتے تھے تو اس کا ذکر بھی قرآن میں کر دیا گیا۔

عہد نبوی میں عرف کے اصول

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عرب میں موجود رسم ورواج کو ایسا نہیں ہے کہ بالکل ختم کر دیا بلکہ اسے تین اصولوں میں منقسم کیا گیا۔

1- امضاء

ان میں سے ایک امضاء ہے جس کے معنی ((بر قرار رکھنے)) کے ہیں۔ یعنی ایسی روسم ورواج جن کو نبی پاک نے برقرار رکھا۔ ان میں سے ایک مہمان نوازی ہے۔

1. مہمان نوازی

عرب لوگ قبل از اسلام کے بھی مہمان نوازی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان میں سے چند ایک مشہور شخصیات ہیں ان میں سے ایک مشہور شخصیت عرب کی جو مہمان نوازی کی وجہ سے بہت مشہور تھی۔ وہ حاتم طائی تھے۔

" وخير دليل على ما كان يتصف به حاتم الطائي من جود وكرم ضيافت قول البنته سفانه عندما وصفت اخلاقه لرسول الله محمد (ص) عندما كانت ضمن سي قبيلة طيء حيث قالت مخاطبة للرسول (ص) يا محمد ان رايت ان تخلى عنى و ما نشمت بى احياء العرب فانى ابنة سيد قومي و ان أبى كان يحمي-الضيف ويطعماالطعام و يمشى السلام ولم يردالطالب حاجة قط أنا ابنته

[4] Ṣafī al-Raḥmān Mubārakpūrī, Maulānā, al-Raḥīq al-Makhtūm (al-Maktabah al-Salafiyyah, May 2002), 72.
[5] Al-An‘ām, 6:6.

حاتم طايي ، فقال النبي (ص) : يا جارية هذه صفة المومنين حقا لو كان ابوك مسلما لترجمنا عليه خلوعنها فان اباها كان يجب مكارم الاخلاق والله تعالى يجب مكارم الاخلاق ۔ "[6]

قبیلہ طائی کی سخاوت اور مہمان نوازی کا ثبوت ان کی بیٹی سفالہ کے ان الفاظ سے ملتا ہے جب انہوں نے نبی کریم کے کردار کو بیان کیا جب وہ قبیلہ طائی کا حصہ تھیں۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے چھوڑنے کے لیے کیا مناسب سمجھتے ہیں میں عرب کے قبائل مجھ پر فخر کرتے ہیں۔ کیونکہ میں اپنی قوم کے آقا کی بیٹی ہوں، اور میرے والد. کمزوروں کی حفاظت کرتے تھے، قیدیوں کو آزاد کرتے تھے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے، مہمان کو کھانا کھلاتے تھے، ننگے کو کپڑے پہناتے تھے، میزبانی کرتے تھے، امن پھیلاتے تھے، اور کبھی کسی کو محتاج نہیں کرتے تھے، میں حاتم کی بیٹی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے حریہ، یہ واقعی مومنین کی خصوصیت ہے۔ اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا تو ہم ان پر رحم کرتے۔ اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کا باپ اعلیٰ کردار سے محبت کرتا تھا، اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ کردار کو پسند کرتا ہے۔

اس کے علاوہ نبی کریم نے فرمایا:

جو شخص اللہ اور آخرت کے دن دن پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ اور جو شخص اخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ اچھی بات کرے ورنہ چپ رہے۔[7]

لباس

عرب میں اسلام سے پہلے جو لباس پہنا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی کو برقرار رکھا۔ جس میں ہمارے پاس مردوں کے لیے عمامۃ، قلنسوتہ. برنس اور عورتوں کے لیے خمار ہے۔

عمامۃImama

The Imama was an existing head covering was by the Arabs by the Arabis before Islam was revealed in Arabia. Its Significance is illustrated in a famous Arabic proverb "Al-Amaim Tijan Al-Arab", meaning "Turbans are the Crowns of The Arabs". In the Jahiliyan, the Imama was worn by the elites and wealthy mercantile class of the Arabian tribes as a symbol of high status and dignity.

قلنسوۃQalansuwa

The word qalansuwa is presumed to be an Arabized word fron the English Caw or Calotte from the latin Cucullus. It is essentially a skullcap made from different, materials like hide, furs, and wool. Unfortunately, there is no Information on its shape or materials from this period. It was reported. the prophet and the fourth Rashidun Capliph, Ali ibn Abi Talib wove white qalanswas. The

[6] ‘Abd al-Qādir Ḥusayn, Muḥammad, al-Ḍiyāfah wa Maṭāhira ‘ind al-‘Arab Qabl al-Islām (Tārīkh al-Qabūl bi al-Nashr, 12 November 2014), 138.
[7] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 6136.

third Rashidi caliph, Uthman Ibn Affan reported to have also worn a qalansuwa (but with no information on its colour or the material.)

برنس Burnous

A Burnouse or burnoose refers to a hood. Although Orientalist Scholar of Arabic Language and history, Reinhart Dozyo, points out that it referred to a qalansuwa or a long Cap worn by hermits in early Islam but later became a hood. The hood can be a separate article or attached to a cloak or any gown. It was popular garment in the pre-Islamic Arabian Peninsula,

عورتوں کے لیے جیسے:

Vell/Khimar

In pre-Islamic Arabia, the head veil was commonly worn by women; however, it loosely Covered the head and was left to drape on the back, leaving the face, ears and entire upper area uncovered. When Islam was revealed to prophet Monammad, women were issued an ordinance to cover their chests, let them draw their veils over their chests, and not reveal their hidden adornments. (An-Nur 24: 31)[8]

اس کے علاوہ ایک اور قابل اعتماد ثبوت بھی موجود ہے جس۔ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عرب میں اُس دور میں کیسا لباس پہنا جاتا تھا، اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہی معروف عربی لباس سے پہنا کرتے تھے جو اُس وقت کے معاشرے میں رائج تھا۔ جس میں زیادہ تر سوتی لباس پہنتے تھے اون اور کتان کا لباس بھی کبھی کبھی آپؐ نے استعمال فرمایا ہے۔ لباس کے بارے میں کسی خاص پوشاک یا امتیاری لباس کی پابندی نہیں فرماتے تھے۔ جبہ، قبا، پیرہن، تہمند، حلہ، چادر، عمامہ، ٹوپی، موزہ ان سب کو آپ نے زیب تن فرمایا ہے پائجامہ کو آپ نے پسند فرمایا اور منی کے بازار میں ایک پائجامہ خریدا بھی تھا لیکن یہ ثابت نہیں کہ کبھی آپ نے پاجامہ پہنا ہو۔[9] آج بھی عرب وہی لباس پہنا جاتا ہے جو نبی پا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا۔

.2 ولیمہ

ولیمہ ایک ایسی سنت ہے جس پر نبی پاک نے بہت زور دیا آپنے فرمایا:

> نبی کریم نے عبدالرحمن بن عوف پر زردی کا اثر دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ کہا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے برابر سونے پر شادی کی ہے۔ حضرت محمد نے فرمایا کہ اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے، ولیمہ کر چاہے ایک بکری کا ہی ہو"[10]

اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث ملتی ہیں جن نبی پاک نے ولیمہ کا حکم دیا۔ ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں صرف مالداروں کو اس کی طرف دعوت دی جائے اور محتاجوں کو نہ کھلایا جائے اور جس نے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی[11] قبل از اسلام کے عربوں میں بھی اس کا رواج تھا۔ قبل از اسلام عربوں کی شادی میں چار مخصوص رسومات ہوتی تھیں۔

---

[8] "Headwear and Footwear in early Islam (610–661 CE)," Lugatism (22 June 2022).
[9] Shaykh al-Ḥadīth ʻAbd al-Muṣṭafá Aʻẓamī, Sīrat Muṣṭafá (Maktabah al-Madīnah, Bāb al-Madīnah Karachi, 27 September 2008), 581.
[10] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 6386.
[11] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5177.

* The Marriage Specch
* The Bridal money.
* The Bridal Dress.
* The Banquet[12]

Banquet کے معنی ضیافت کے ہیں۔ اس میں شوہر اور اس کے خاندان والے ایک کا ضیافت تیار کرتے تھے۔ جس میں وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو دعوت دیتا تھا، ضیافت دولہا اور اُس کے خاندان کی استطاعت کے مطابق ہوتی تھی۔ اور یہ رسم آج بھی برقرار ہے جس کو ہم ولیمہ کے طور پر مناتے ہیں۔

3. توحید

جیسا کہ قبل از اسلام عرب بہت سے بتوں کی عبادت کرتے تھے خانہ کعبہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے جس میں اللات، العزی، ود، سواو غیرہ شامل ہیں۔ اور وہ ان ہی کو خدا مانتے تھے۔ اُن سے بڑے باپ دادا بھی اُن ہی کو خدا مانتے تھے۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اس کائنات کی تخلیق کس نے کی تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۚ قُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ[13]

ترجمہ: "اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمان وزمین کا خالق کون ہے؟ تو یہ ضرور جواب دیں میں کے اللہ تو کہہ دیجئے کہ سب تعریفوں کے لائق اللہ ہی ہے لیکن ان میں اکثر بے علم ہیں۔".

اور یہ آیت قرآن میں بہت سے مقامات پر آتی ہے جس میں سورت الزمر آیت نمبر 38 اور سورۃ العنکبوت آیت نمبر-61 جمہور علماء نے اس آیت کی تفسیر کیا ہے۔ حاکم اعلی وہ اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ یہ مشرک اس بات کو مانتے ہوئے سب کا خالق اکیلا اللہ ہی ہے پھر بھی دوسروں کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ ان کی نسبت خود جانتے ہیں کہ یہ اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور اس کے ماتحت ہیں۔ ان سے اگر پوچھا جائے کہ خالق کون ہے؟ تو انکا جواب بالکل سچا ہوتا ہے کہ اللہ، تو کہہ کہ اللہ کا شکر ہے اتنا تو تمہیں اقرار ہے۔ بات یہ ہے کہ اکثر مشرک ہے کم علم ہوتے ہیں۔

زمین و آسمان کی ہر چھوٹی بڑی بھی کھلی چیز اللہ کی پیدا کردہ اور اس کی ملکیت ہے وہ سب سے بے نیاز ہے اور جب اس کے محتاج ہیں وہی سزاوار حمد ہے وہی خوبیوں والا ہے۔ پیدا کرنے میں بھی احکام. مقرر کرنے میں بھی وہی قابل تعریف ہے۔[14] یعنی الحمد للہ! ان لوگوں نے اس حقیقت کا تو اعتراف کر لیا کہ اس کائنات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے، لیکن اس سے جو کھلا ہوا نتیجہ نکلنا چاہیے تھا کہ جب یہ کائنات تنہا اسی نے پیدا کی ہے تو عبادت کے لائق بھی تنہا وہی ہے، اس کے نتیجے تک پہنچنے کے لیے انہوں نے سمجھ سے کام نہیں۔ لیا، اور اپنے باپ دادوں کی تقلید میں شرک اختیار کیے ہوئے ہیں"[15] سورہ لقمن حاشیہ: 44 یعنی شکر ہے کہ تم اتنی بات کو بات تو جانتے ہو اور مانتے ہو۔ لیکن جب حقیقت یہ ہے تو پھر حمد ساری کی ساری صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ دوسری کوئی ہستی حمد کی مستحق کیسے ہو سکتی ہے جبکہ تخلیق کائنات میں اس کا کوئی حصہ ہی نہیں ہے۔

---

[12] Masarwah, Nader, "Marriage in Pre-Islamic Arabia as Reflected in Poetry and Prose: The Social and Humane Relations Between Husband and Wife," Sociology Study 3, no. 11 (November 2013).
[13] Luqmān, 31:25.
[14] Ibn Kathīr, Tafsīr Ibn Kathīr, Sūrah Luqmān, Para 21 (n.p., n.d.), 628.
[15] Muftī Taqī 'Uthmānī, Tafsīr Āsān al-Qur'ān (n.p., n.d.), 1262, Sūrah Luqmān, Āyah 25.

سورہ لقمن حاشیہ 45 یعنی اکثر لوگ یہ نہیں چاہیے کہ اللہ کو خالق کائنات ماننے کے لازمی نتائج اس اور تقاضے کیا ہیں؟ اور کونسی باتیں اس کی نقیض پڑتی ہیں۔ جب ایک شخص یہ مانتا ہے کہ زمین اور آسمانوں کا خالق صرف اللہ ہے تو لازماً اس کو یہ بھی ماننا چاہئے کہ الہ اور رب بھی صرف اللہ ہی ہے عبادت اور طاعت و بندگی کا مستحق بھی تنہاوہی، تسبیح و تمہید بھی اس کے سوا کسی دوسرے کی سی نہیں کی جاسکتی، دعائیں بھی اس کے سوا کسی اور سے نہیں مانگی جاسکتیں، اور اپنی مخلوق کے لیے شارع اور حاکم بھی اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ خالق ایک ہو اور معبود دوسرا، یہ بالکل عقل کے خلاف ہے، سراسر متضاد بات ہے جس کا قائل صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو جہالت میں پڑا ہوا ہو۔ اسی طرح ایک ہستی کو خالق ماننا اور پھر دوسری کو مشکل کشا ٹھہرانا کسی کے تسلیم آگے سر نیاز جھکانا، اور کسی کو حاکم ذی اختیار اور مطاع مطلق تسلیم کرنا، یہ سب بھی باہم متناقض باتیں ہیں جنہیں کوئی صاحب علم انسان قبول نہیں کر سکتا۔[16] "ان سب کا لب لباب یہ ہے کہ توحید کا تصور عرب میں اسلام سے پہلے بھی موجود تھا۔

4. عدل وانصاف

قبل از اسلام عرب میں عدل و انصاف کی بعض صورتیں موجود تھیں۔ ایک واقعہ ایسا ہے جو اس معاشرے کے عدالتی طرز عمل کی حقیقت کو نمایاں کرتا ہے۔ قبیلہ زبید کا کوئی شخص اپنا کچھ مال مکہ لے کر آیا تھا جو العاص بن وائل نے خرید لیا تھا جس کے بعد وہ زبیدی خانہ کعبہ۔ کے سامنے جا کر بلند آواز سے فریاد کرنے لگا کہ:

> اے مکے کے شریف لوگو! ابی العاص نے مجھ سے میری بیٹی زبردستی چھین لی ہے، میں مظلوم ہوں. مجھ پر ظلم ہوا ہے، میری بیٹی اس سے واپس دلادو۔ اس زبیدی کی یہ فریاد سن کر ہاشم، امیہ، زہرہ اور مخزوم وغیرہ وہاں پہنچے اور اس سے اس کا قصہ سن کر ابی العاص بن وائل کے مکان پر جا کر اسے باہر بلایا اور اس سے واقعہ پوچھا تو اس نے بتایا کہ: وہ لڑکی ایک کنیز ہے جو میں نے اُس زبیدی سے دوسرے مال کے ساتھ خریدی ہے اور اس سے متاع بھی کر چکا ہوں۔ ابی العاص کی یہ بات سن کر قریش کے ان لوگوں نے اس زبیدی سے کہا۔ "بول اب تو کیا کہتا ہے؟" وہ زبیدی بولا: میں خانہ کعبہ کی عظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ لڑکی کوئی کنیز نہیں بلکہ میری بیٹی ہے بلکہ جو ابی العاص نے سچ مچ اغوا کرلی ہے۔ جب اَبی العاص پر زور دیا گیا اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور ان لوگوں نے اُس زبیدی کی وہ لڑکی، اسے واپس دلا دی۔

اس کے بعد قریش کے مذکورہ بالا لوگوں نے جیسا کہ حمیدی نے سفیان بن عینیہ، عبد اللہ اور ابو بکر کے بیٹوں محمد اور عبد الرحمن کے حوالے سے بیان کیا ہے، عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر قریش کے جملہ ستر بر آوردہ لوگوں کی ایک مجلس بلائی اور اس میں ان سب نے مل کر حلف برداری کے ساتھ طے کیا کہ:

> اس روز کے بعد مکے میں کسی کا ظلم برداشت نہیں کیا جائے گا اور ہر مظلوم کی دادرسی اور ظالم کو سزادی جائے گی۔ کہتے ہیں کہ ". کہ حلف الفضول کا یہ واقعہ بعثت نبوی سے بیس سال قبل ماہ ذیقعدہ میں پیش آیا تھا"[17]

زمانہ جاہلیت میں حلف الفضول کا واقعہ عدل و انصاف کی ایک اہم مثال سمجھا جاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت کا یہ رواج جس کو نبی پاک نے بر قرار رکھا اور اسے پسند بھی فرمایا ان سب کے علاوہ قرآن میں بھی عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِٱلْعَدْلِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعًۢا بَصِيرًا[18]

---

[16] Mawdūdī, Maulānā, Tafhīm al-Qur'ān (n.p., n.d.), 37.
[17] Ibn Kathīr, Abū al-Fidā' 'Imād al-Dīn, Tārīkh Ibn Kathīr (al-Bidāyah wa al-Nihāyah) (n.p., n.d.), 182.
[18] Al-Nisā', 4:58.

اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو یقیناوہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کر رہا ہے بیشک اللہ تعالیٰ سُنتا ہے، دیکھتا ہے۔

5. سینگی لگوانا

حجامہ کا دوسرا نام سینگی ہے۔ سینگی دراصل لفظ پاکستان اور بھارت میں استعمال ہوتی ہے۔ جبکہ لفظ حجامہ عرب معاشرے میں رائج ہوا تھا حجامہ کوئی نیا علاج نہیں ہے بلکہ یہ ایک قدیم و مفید علاج ہے، آپ کی بعثت سے بہت سالوں پہلے تقریبا دنیا کے ہر کونے میں موجود تھا، آپ کی بعثت کے بعد پورے عالم عرب میں تیزی سے یہ رائج ہوا اور مزید اہمیت اختیار کر گیا۔ اور عرب میں حجامہ لگوانے، کا بہت رواج تھا"[19] حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے، رسولؐ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی (اور معراج ہوئی)، میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرا، وہ سب مجھے یہی کہتے رہے: حضرت محمدؐ سینگی لگوایا کریں۔"[20] اس طرح بہت سی احادیث ملتی ہیں جن میں بنی پاکؐ نے حجامہ کی فضیلت اور حجامہ لگوانے کی اجرت کا مسئلہ وغیرہ کو بیان کیا:

> حضرت انس سے کسی نے سینگی لگوانے کی اجرت کا مسئلہ پوچھا کہ جائز ہے یا نہیں انھوں نے فرمایا کہ ابوطیبہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنگی لگائی تھی آپ نے دو صاع کھانا ایک روایت میں کھجور بھی آیا ہے، مرحمت فرمایا اور انکے آقاؤں سے سفارش فرما کر ان کے ذمہ جو محصول تھا اس میں کمی کر دی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سینگی لگانا بہترین دوا ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس نے موقع ملل میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے) حالت احرام مکہ میں پشت قدم پر سینگی لگوائی:[21]

6. حق مہر

> This is what is given to the bride, in the form of money, a camel or livestock. It was very Common in pre-Islamic Arabia as natural custom; there was no upper bound on the amount that could be paid[22]

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلی معاشرے میں موجود اس حق مہر کے درست اور عادلانہ تصور کو برقرار رکھا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو بیس اونٹ حق مہر دیے[23] نبی کریم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ نکاح کر، خواہ ایک لوہے کی آنگوٹھی حق مہر ہی ہو[24]

---

[19] Maulānā Abū ʻUmar Muḥammad Shākir Nagdah, Kitāb al-Ḥijāmah (Pichhnā Lagānā), jamʻ wa tartīb (Markaz al-Ḥijāmah Clinic, 2012–2013), (باب).
[20] Sunan Ibn Mājah, Ḥadīth no. 3477 (Ḍaʻīf Ḥadīth).
[21] Shaykh al-Ḥadīth Maulānā Muḥammad Zakariyyā, Shamā'il Tirmidhī maʻ Urdū Tashrīḥ Khaṣā'il Nabawī (Urdu Bāzār Lahore: al-Ḥamd Allāh Ḥāfiẓ Muḥammad ibn ʻĪsá al-Tirmidhī maʻ Urdū Sharḥ Khaṣā'il Nabawī az Maulānā Muḥammad Zakariyyā Ṣāḥib Shaykh al-Ḥadīth Madrasah Maẓāhir ʻUlūm Sahāranpūr), 382, 386.
[22] Masarwah, Nader, "Marriage in Pre-Islamic Arabia as Reflected in Poetry and Prose: The Social and Humane Relations Between Husband and Wife," Sociology Study 3 (November 2013).
[23] Muḥammad Ḥusayn Haykal, Ḥayāt Muḥammad, trans. Abū Afḍal Shahzād Muḥammad Khān, nazar thānī Shāhīd Aḥmad (2019), 96.
[24] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5150.

اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث موجود ہیں جن میں نبی کریم نے حق مہر ادا کرنے کی تاکید فرمائی اور اسے نکاح کا ایک اہم اور بافضیلت حق قرار دیا۔ ایک عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم سے نکاح کے لیے پیش کیا۔ پھر ایک صحابی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نکاح مجھ سے کرادیں حضرت محمد نے دریافت فرمایا تمہارے پاس حق مہر کے لیے کیا ہے اس نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ حضرت محمد نے فرمایا کہ جاؤ اور تلاش کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو مل جائے وہ گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ اللہ کی قسم میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔ مجھے لوہے کی آنگوٹھی بھی نہیں ملی۔

البتہ یہ میرا تہمند میرے پاس ہے۔ اس کا آدھا انہیں دے دیجیے حضرت سہل نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی مگر. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ یہ تمہارے تہد کا کیا کرے گی اگر وہ اسے پہن لے گی تو اس قدر چھوٹا ہو جائے گا پھر تمہارے لیے اس میں سے کچھ نہیں بچے گا اور اگر تم لیتے تو اس کے لیے کچھ نہیں رہے گا۔ پھر وہ صاحب بیٹھے تھے، دیر تک بیٹھنے کے بعد اُٹھے (اور جانے لگے اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا اور بلایا، یا انہیں بلایا گیا) راوی کو ان الفاظ میں شک تھا پھر آپؐ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں قران کتنا یاد ہے انہوں نے گنائیں۔ مجھے یاد ہیں، حضرت محمد نے فرمایا کہ ہم نکاح میں اس کو اس قرآن کے بدلے دیا جو تمہیں یاد ہے اس کو یاد کروانا ہے"[25]

7. علاج و معالجہ

قبل از اسلام کے عرب میں دیسی علاج و معالجہ چلتا تھا۔ اور کچھ حد تک روحانی اور جادوئی تعصب پر بھی مبنی تھا۔ جن میں آجاتا ہے:

* جڑی بوٹیوں یا گھریلو علاج
* شہد کا استعمال
* حجامہ
* داغ لگانا
* جن بھوت اور روحانی علاج (جس میں جادوئی کلمات یا تعویذ کا سہارا لیا جاتا تھا

ان میں سے کچھ بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا، بلکہ انہیں بہترین طریقہ سے علاج میں شمار فرمایا:

> نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شفا تین چیزوں۔ میں ہے پچھنا لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں مگر میں اپنی اُمت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں"[26]

اس سے ایک چیز معلوم ہوتی ہے کہ قبل از اسلام لوگ آگ سے جسم کو داغتے تھے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اگر تمہاری دعاؤں میں کسی میں بھلائی ہے تو پچنا لگوانے یا شہد پینے اور اگ سے داگنے میں ہے اور اگر وہ مرض کے مطابق ہو اور میں اگ سے داغنے کو پسند نہیں کرتا"۔[27]"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کو شفا قرار دیا۔ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی، خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے. حضرت محمد نے فرمایا کہ انہیں شہد پلاؤ پھر دوسری مرتبہ وہی صحابی حاضر ہوئے۔ آپ نے اسے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کے لیے کہا وہ پھر تیسری مرتبہ آیا اور عرض کیا کہ آپ کے حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی)۔ حضرت: محمد

[25] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5121.
[26] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5681.
[27] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5683.

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، انہیں پھر شہد پلاؤ چنانچہ انہوں نے شہد پھر پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہو گیا"[28]

اس کے علاوہ زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ جن بھوت اور روحانی علاج کیا کرتے تھے جس میں وہ جادوئی کلمات اور تعویز کا استعمال کرتے تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ختم کر کے لوگوں کو رقیہ کرنے کا حکم دیا:

("Ruquah" is the practice of treating illness through Quranic Verses and invocations as prescribed by the messenger of Allah. It provides a Cure for evil eye, magic and physical ailments.[29])

میں اور ثابت بنانی حضرت انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ثابت نے کہا: ابو حمزہ! (حضرت انس کی کنیت) میری طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ حضرت انس نے کہا پھر کیوں نہ میں تم پر وہ دعا پڑھ کر دم کر دوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، ثابت نے کہا کہ ضرور کیجئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ دعا پڑھ کر دم کیا:

اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لاَ شَافِيَ إِلاَّ أَنْتَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا[30]

اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دینے والے! شفاء عطا فرما، تو ہی شفاء دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں، ایسی شفاء عطا فرما کہ بیماری بالکل باقی نہ رہے۔

8. ناپنے کے پیمانے

تمام وہ پیمانے جو کہ احادیث سے ثابت ہیں اور جنہیں قبل از اسلام کے بھی عرب میں ناپنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، ان میں سے سب سے اہم صاع، مد اور رطل ہیں۔ تمام روایات کے مطالعہ سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ پیمانے جن کا تذکرہ رسولؐ کی احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے بعد تابعین کی روایات میں ملتا ہے وہ آٹھ ہیں صاع، مد، فرق قسط، مدی، مختوم، فقیر، مسکوک تاہم ان میں سے اہم مد اور صاع ہیں۔

وسق-40صاع

* ابو قلابہ کہتے ہیں: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔
* یونس، حسن سے اور مغیرہ ابراہیم سے (ہر دو) روایت کرتے ہیں: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔
* ابو سعید خدری-مرفوعا-روایت کرتے ہیں پانچ وسق سے کم مقدار پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، اور وسق ساٹھ مختوم کا ہوتا ہے۔

صاع-مختوم

ابو عبیدہ: یہاں مختوم سے مراد بعینہ صاع ہے، اسے "مختوم" اس لیے کیا گیا کہ حکام نے اس کے بالائی حصہ پر مہر ثبت کر دی تھی تا کہ کوئی اس میں اضافہ کر نہ سکے۔ صاع کی مقدار کے تعین میں اہل حجاز اور اھل عراق میں اختلاف رہا ہے۔

عراقی تعین

ابراہیم کہتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع آٹھ رطل کا تھا اور مد دو رطل کا / ابو عبید شریک بن عبد اللہ کہا کرتے تھے، صاع آٹھ رطل سے کچھ کم اور سات رطل سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے۔

---

28 Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5684.
29 Ummah Welfare Trust, Ruqyah: A Remedy for Illnesses, Evil Eye, Magic and Jinn from the Qur'ān and Sunnah (n.p., n.d.).
30 Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5742.

حجاجی 1/4ھاشمی یعنی ۸رطل

ابوعبید ہمارے خیال میں اہل عراق کا یہ کہنا کہ صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔اس بنا پر ہے کہ انھوں نے یہ سُن لیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے غسل کرتے تھے۔اور دوسری حدیث ہے میں یہ سن لیا کہ آپ آٹھ رطل (پانی) سے غسل فرماتے تھے۔نیز ایک اور حدیث جس میں ہے کہ آپ دو رطل پانی سے وضو کرتے تھے اس طرح وہ اس وھم. میں مبتلا ہو گئے کہ صاع آٹھ رتل کا ہوتا ہے۔

حجازی تعین:صاع3 1/5 رطل

البتہ اس بارے میں جہاں تک میرا علم ہے اصل حجاز میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ متاع ان کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رتل ہے حضرت عمر کی روایت میں غور کیا جائے تو اسے بھی اھل حجاز کے قول کے مطابق ھی پایا۔اسلم راوی ھیں کہ حضرت عمر سے سونے کے مالکوں پر چار دینار جزیہ مقرر کیا۔اور مسلمانوں کیا۔اور مسلمانوں کے دوزینے میں دو مدی گیہوں تین قسط زیتون کا تیل فی کس ماہانہ مقرر کیا۔اور چاندی کے مالکوں پر40درہم اور پندرہ صاع فی کس اور مجھے یاد نہیں رہا کہ چربی (روغن یا چکنائی) میں انہوں نے کیا متعین کیا تھا۔

حضرت عمر کا تعین دینار-10درھم

ابوعبیدار میں نے حضرت عمرؓ کی اس حدیث پر غور کیا تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے 40 درہم چار دینار کے برابر قرار دیے ہیں، اس لیے کہ دنیار کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ایک دنیار دس درھم کے برابر رکھا جائے۔اسی طرح انھوں نے غلہ دو مدی کو پندرہ صاع کے برابر رکھا تھا۔بعد ازاں میں نے مختلف مدوں اور صاعوں صباح کے کا تقابلی تجزیہ کیا۔پھر ان کے اندر سمانے والی اشیاء کے،اوزان معلوم کیا تو اہل مدینہ کے قول کے مطابق میں نے دیکھا کر دو مدی میں کچھ اوپر اسی رطل کا وزن سماتا ہے۔اور میں نے پندرہ صاع کا وزن اسی رطل پایا۔وزن کا یہ اضافہ بہت ھی خفیف اور معمولی سا ہے،اور یہ تفاوت یعنی اسی سے کچھ اوپر کا اضافہ ،میرے خیال میں اس فرق کی وجہ یہ ہے جو دوغلوں کے ناپ اور وزن میں ان کے ہلکے یا بھاری ھونے سے ہوتا ہے۔"[31]

تجارت کے بنیادی طریقے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب میں تجارت کے مختلف طریقے رائج تھے۔جن میں سے کچھ کو نبی پاک نے برقرار رکھا جو درج ذیل ہیں:

مضاربت

قبل از اسلام یہ رواج تھا کہ ایک شخص سرمایہ دیتا اور دوسرا محنت کرتا،اور منافع دونوں میں تقسیم ہو جاتا۔"ابو نعیم راوی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ کے مال کو مضاربت کے طور پر حاصل کر کے شام میں تجارت کی. ابن ماجہ کی روایت ہے۔نبی پاک سے مروی ہے کہ مضاربت میں برکت ہے۔

حضرت عثمان نے مضاربت کا طریقہ اختیار کیا تھا۔اور قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ ہمارا کچھ سرمایہ حضرت عائشہ کے پاس جمع تھا جسے وہ مضاربت کے طور پر کاروبار کے لیے دیا کرتی تھیں۔حضرت عمر نے بھی زید بن خلیفہ کے ساتھ مضاربت کی تھی۔اور آپ کے نے بیت المال کی

[31] Abū ‘Ubayd al-Qāsim ibn Salām, Kitāb al-Amwāl, trans. ‘Abd al-Raḥmān Ṭāhir Sūratī, tartīb wa tadwīn Muḥammad Miyān Ṣiddīqī (Idārah Taḥqīqāt Islāmī Press, Islamabad, 1st ed.), Bāb 47, 755.

جانب سے مضاربت کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ نیز آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ یتیموں کا مال مضاربت کے اصول پر کاروبار کے لیے دیتے تھے تا کہ اس میں اضافہ ہو۔[32]

بیع سلم

> Bai al-Salam is an Islamic Sale Contract where the buyer pays the full price in advance for goods that will be delivered at a later date. It is Commonly ysed for agricultural products, manufactured goods and Commodities [33]

بعد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ختم کرنے کی بجائے اس میں اصلاح کر دی تا کہ لوگوں کے لیے آسانی ہو جائے۔ جب رسول مدینہ تشریف لائے، تو لوگ کھجور میں دو اور تین سال تک کے لیے بیع سلم کرتے تھے۔ آپ نے انہیں ہدایت فرمائی جسے کسی چیز کی بیع سلم کرنی ہے، اُسے مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لیے ٹھہرا کر کرے۔ ہم سے علی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن ابی نجیح نے بیان کیا۔ (اس روایت میں ہے کہ) آپ نے فرمایا بیع سلم مقررہ وزن میں مقررہ مدت تک کے لیے کرنی چاہیے[34] نبی کریم (مدینہ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ مقررہ وزن اور مقررہ مدت تک کے لیے (بیع سلم) ہونی چاہیے۔[35]" اسی طرح متعدد احادیث کرام ملتی ہیں۔ جن میں نبی پاکؐ نے بیع سلم کرنے کا حکم دیا۔

مجھے عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ نے عبد اللہ بن ابی اوفی کے یہاں بھیجا اور ہدایت کی کہ ان سے پوچھو کہ کیا نبی کریم کے اصحاب اپنے زمانے میں گیہوں کی بیع سلم کرتے تھے عبداللہ نے جواب دیا کہ ہم شام کے انباط، (ایک کا اشتکار قوم) کے ساتھ گیہوں، جوار، زیتون کی مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لیے سودا کیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کیا صرف اسی شخص سے آپ لوگ یہ بیع کیا کرتے تھے۔ جس کے پاس اصل مال موجود ہوتا تھا، انہوں نے فرمایا کہ ہم اس کے متعلق پوچھتے ہی نہیں تھے۔ اس کے بعد ان دونوں حضرات نے مجھے عبد الرحمن بن ابزیؓ کی خدمت میں بھیجا۔ میں نے ان سے بھی پوچھا۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اپ کے عہد مبارک میں بیع سلم کیا کرتے تھے اور ہم یہ بھی نہیں پوچھتے تھے کہ ان کے کھیتی بھی ہے یا نہیں۔ ہم سے اسحاق بن شاہین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے شیبانی نے، ان سے محمد بن ابی مجاہد نے یہی حدیث۔ اس روایت میں یہ بیان کیا کہ ہم ان سے گیہوں اور جو میں بیع سلم کیا کرتے تھے۔ اور عبد اللہ بن ولید نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے شیبانی نے، نے بیان کیا، اس میں انہوں نے زیتون کا بھی نام لیا ہے۔ ہم قتیبہ نے بیان کیا، ان سے جریر نے بیان کیا، ان سے شیبانی نے، اور اس میں بیان کیا کہ گیہوں، جو اور منقی میں بیع سلم کیا کرتے تھے[36]

2- اصلاح

اصلاح میں تمام رواج آجاتے ہیں جن کو نبی پاک نے ختم نہیں کیا بلکہ اُن کی اصلاح کر کے نہیں پیش کیا یہ ہمارے پاس درج ذیل ہیں:

نکاح کی بعض صورتیں

نکاح کی بعض صورتوں کے لیے ایک جیسے وارد ہونے والی یہ حدیث نہایت مفید اور معتبر مانی جاتی ہے۔ جس کا بیان درج زیل ہے:

[32] Dr. Muḥammad Najāt Allāh Ṣiddīqī, Sharākat wa Muḍārabat ke Shar'ī Uṣūl (up to 5 July 1993, 6 July 1997), 15.
[33] "Encyclopedia of Muhammad (s.a.w): Bai Salam (بیع سلم)," (Published 13 February 2025).
[34] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 2240.
[35] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 2241.
[36] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 2245.

اور انہیں لگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح چار طرح ہوتے تھے۔ایک صورت تو یہی تھی جسے آج کل لوگ کرتے ہیں،ایک شخص دوسرے شخص کا نکاح پیغام اس کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کرتا۔

دوسرا نکاح یہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض سے پاک ہو جاتی تو کہتا تو فلاں شخص کے پاس چلی جا اور اس سے منہ کالا کرا لے اس مدت میں شوہر اس سے جدا رہتا اور اسے چھوتا بھی نہیں۔پھر جب اس غیر مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے وہ عارضی طور پر صحبت کرتی رہتی، تو حمل کے ظاہر ہونے کے بعد اس کا شوہر اگر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا ایسا اس لیے کرتے تھے تاکہ لڑکا پیدا ہو شریف اور عمدہ پیدا ہو۔یہ نکاح نکاح استبضاع کہلاتا ہے تھا۔ تیسری قسم نکاح کی یہ تھی کے چند آدمی جو تعداد میں دس سے کم ہوتے کسی ایک عورت کے پاس آنا جانا رکھتے اور اس سے صحبت کرتے۔ پھر جب وہ عورت حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وضع حمل پر چند دن گزرنے کے بعد وہ عورت اپنے پاس ان تمام مردوں کو بلاتی اس موقع پر ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سب اس عورت کے پاس جمع ہو جاتے اور وہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا معاملہ تھا وہ تمہیں معلوم ہے اور اب میں نے یہ بچہ جنا ہے۔ پھر وہ کہتی کہ اے فلاں! یہ بچہ تمہارا ہے۔وہ جس کا چاہتی نام لے لیتی اور وہ لڑکا اسی کا سمجھا جاتا، وہ شخص اس سے انکار کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔

چوتھا نکاح اس طور پر تھا کہ بہت سے لوگ کسی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ یہ کسبیاں ہوتی تھیں۔اس طرح کی عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے کے رہتی تھیں جو نشانی سمجھے جاتے تھے. جو بھی چاہتا ان کے پاس جاتا۔ اس طرح کی عورت جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے جانے والے جمع ہوتے اور کسی قیافہ جاننے والے کو بلاتے اور بچہ کا ناک نقشہ جس سے ملتا جلتا ہوتا اس عورت کے اس لڑکے کو بعد اسی کے ساتھ منسوب کر دیتے اور وہ بچہ اسی کا بیٹا کہا جاتا، اس سے کوئی انکار نہیں کرتا تھا۔ پھر جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ رسول ہو کر تشریف لائے۔ آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل قرار دیا صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔[37] یہ ایک ہی حدیث اس پورے موضوع کی جامع اور مفصل وضاحت پر مشتمل ہے۔

بیوی کو ماں بہن کہنے سے نکاح کا ٹوٹنا (ظہار)

دورِ جاہلیت میں لوگ اپنی بیویوں کو ماں، بہن کہہ دیتے تھے۔ جس سے اُن کا نکاح نہیں رہتا تھا۔اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:-

ٱلَّذِينَ يُظَٰهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَآئِهِم مَّا هُنَّ أُمَّهَٰتِهِمْۖ إِنْ أُمَّهَٰتُهُمْ إِلَّا ٱلَّٰٓـِٔي وَلَدْنَهُمْۚ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنكَرًا مِّنَ ٱلْقَوْلِ وَزُورًاۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ[38]

جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں اور دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتی۔ ان کی مائیں تو وہ وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے، یہ لوگ ایک نامعقول اور اور جھوٹی بات کہتے ہیں بے شک وہ بخشنے والا ہے۔

دراصل یہ حضرت خویلہ بنت مالک-بن ثعلبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول میرے شوہر نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔اس پر قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں۔حضرت خویلہ بنت مالک بن ثعلبہ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر اوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کر لیا تو میں شکایت لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اس

[37] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5127.
[38] Al-Mujādilah, 58:2.

مسئلے میں بحث فرمانے لگے۔ آپ کہتے تھے۔ اللہ سے ڈرو، وہ تمہارا چچازاد ہے میں وہاں سے نہ ہٹی تھی کہ قرآن نازل ہو گیا، قد سمع اللہ قول التي۔ بیان کفارہ تک آپ نے فرمایا۔ وہ گردن آزاد کرے اس نے کہا، اس کے پاس نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، وہ دو مہینے متواتر روزے رکھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول وہ بہت بوڑھا ہے، روزے کہاں رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے کہا: اس کے پاس کچھ نہیں ہے کہ صدقہ کرے۔ بیان کرتی ہیں کہ اسی وقت آپ کے۔ پاس ایک ٹوکرا کھجور کا آگیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک اور ٹوکرے (کھجور) سے اس کی مدد کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا، بہتر ہے۔ جاؤ اور اس کے کی طرف سے یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو اور اپنے چچازاد کی طرف لوٹ جاؤ: (یحی بن آدم نے۔ کہا کہ "العرق (ٹوکرے) میں ساٹھ صاع کھجور آتی ہے -:: امام ابو داؤد نے اس روایت میں کہا کہ اس خاتون - کے اپنے شوہر کی طرف سے اس کے مشورے کے بغیر ہی کفارہ ادا کر دیا تھا۔ اور کہا کہ یہ (اوس بن صامت) عبادہ بن صامت کے بھائی ہیں۔"[39]

مذکورہ آیت اور حدیث میں وہ اللہ تعالیٰ نے ظہار کی ممانعت بیان فرماتے ہوئے اس کے کفارہ کی تفصیل بھی واضح طور پر بیان کر دی ہے۔

وراثت

قبل از اسلام عورتوں کو یا بچوں کو اُن کی وراثت میں سے حصہ نہیں ملتا تھا۔ سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کو جو سعد سے پیدا ہوئی تھیں۔ لے کر رسول کے پاس آئیں اور عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں، ان کے باپ آپ کے ساتھ لڑتے ہوئے جنگ اُحد میں شہد ہوئے ہیں، ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے، اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا اور بغیر مال کے ان کی شادی نہیں ہو گی. آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا، چنانچہ اس کے بعد آیت میراث نازل ہوئی تو رسول نے ان لڑکیوں کے چچا کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو مال کا دو تہائی حصہ دے دو اور ان کی ماں کا کو آٹھواں حصہ، اور جو بچے وہ تمہارا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح ہے، ہم اسے صرف عبداللہ بن محمد بن عقیل کی روایت سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل سے شریک نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔[40]

قربانی

عرب میں قربانی کے برے عجیب و غریب طریقے رائج تھے۔ حیوانی قربانی بھی ہوتی اور مشرکانہ طریقے سے بھی قربانی کی جاتی تھی۔ عرب میں قربانی کا طریقہ یہ تھا کہ لوگ جانور ذبح کر کے بتوں پر چڑھا دیتے تھے۔ کبھی یہ کرتے تھے کہ مردہ کی قبر پر کوئی جانور لا کر باندھ دیتے تھے اور اس کو چارہ گھاس نہیں دیتے تھے وہ اسی طرح بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جاتا تھا۔ اہل عرب یہ سمجھتے تھے کہ خدا کو خون کے نذرانہ سے ہوش ہوتا ہے۔ چنانچہ قربانی ذبح کر کے معبد کی دیوار پر اس کے خون کا چھاپ دیتے تھے۔ اس کے علاوہ، عرب میں جانوروں کے قربانی کرنے اور ان کو بتوں پر چڑھانے کے مختلف طریقے تھے۔ اونٹنی کا پہلا بچہ جو پیدا ہوتا تھا بتوں کے نام یہ اور پھر عموماً اس کی قربانی کر دیتے تھے اور اس کی کھال کو درخت پر لٹکا دیتے تھے - اس قسم کے بچے کو فرع کہتے تھے۔[41] اللہ کے نبی نے ان سب میں اصلاح کروائی اور ان تمام باطل اور غیر منصفانہ طریقوں کو ختم کر دیا، اللہ سبحان و تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

لَن يَنَالَ ٱللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ ٱلتَّقْوَىٰ مِنكُمْۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُواْ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُحْسِنِينَ[42]

[39] Sunan Abī Dāwūd, Ḥadīth no. 2214 (Ḍaʻīf Ḥadīth).
[40] Sunan al-Tirmidhī, Ḥadīth no. 2092.
[41] ‘Allāmah Shiblī Nu‘mānī and ‘Allāmah Sayyid Sulaymān Nadwī, Sīrat al-Nabī, vol. 3 (Maktabah Khalīl), 22–23.
[42] Al-Hajj, 22:37.

اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچی ہے اسی طرح اللہ نے جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا ہے کہ تم اس کی راہنمائی کے شکریے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنادیجیے۔

اسی طرح حدیث پاک بھی ہے جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حضرت محمدؐ کی زید بن عمرو بن نوفل سے مقام بلدح کے نشبی حصہ میں ملاقات ہوتی۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا زمانہ ہے۔ آپ نے وہ دستر خوان جس میں گوشت تھا جسے ان لوگوں نے آپؐ کی ضیافت کے لیے پیش کیا تھا مگر ان پر ذبح بتوں کے نام کیا گیا تھا، آپ نے اسے زید بن عمرو کے سامنے واپس فرما دیا اور آپ نے فرمایا کہ تم جو جانور اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو میں انہیں صرف اسی جانور کا گوشت کھاتا ہوں، جس گوشت پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔[43]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاؤں جانور کے اوپر رکھے ہوتے ہیں اور بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح آپ نے دونوں مینڈھوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔[44]

طلاق

وكان العرب قبل الاسلام يطلقون نساء هم ثلاثة ، وبعد الطلقة الثالثة لا تعود زوجته ، ولم يكن هناك عدة للنساء بعد الطلاق ، فاذا كانت حاملاً فانها تكتم في بطنها وتذهب به الى غيره خوفا من الرجعة ، وقد اثار هذا الامر الكثير من الخصومات حول النسب[45] لم يكن العرب قد عرفوا عددا محدد للطاق ، فكان الرجل منهم يطلق امراته ما يشاء من المطلقات فاذا عادت تحل من طلاقة راجعها ماشاء[46]

اسلام سے پہلے عرب اپنی بیویوں کو بھی تین طلاقیں دیتے تھے اور تیسری طلاق کے بعد بیوی سے رجوع نہیں کرتے تھے۔ طلاق کے بعد عورتوں کے لیے کوئی عدت نہیں تھی۔ اگر وہ حاملہ ہوتی وہ بچے کو اپنے پیٹ میں چھپا کر کسی اور کے پاس لے جاتی اس ڈر سے کہ واپس لے جایا جائے۔ اس ڈر سے کے واپس لے جایا جائے گا اس معاملے نے نسب کے بارے میں بہت سے تنازعات کو جنم دیا۔

عربوں میں طلاق کی ایک مخصوص تعداد کی اجازت نہیں تھی۔ مرد اپنی بیوی کو جتنی بار چاہے طلاق دے سکتا ہے۔ اگر وہ واپس اجائے تو وہ طلاق سے پاک ہے اور وہ اسے جیسے چاہے واپس لے سکتا ہے، حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں اگر کوئی ان کو حقیقت اور سنجیدگی میں کہے، تو حقیقت ہیں اور ہنسی مذاق میں کہے تو بھی حقیقت ہے۔ نکاح، طلاق اور طلاق سے رجوع[47]

قرآن پاک میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے فرمایا:

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح علىهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدود الله ، وتلك حدود الله يبينها لقوم يعلمون[48]

---

[43] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5499.
[44] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 5558.
[45] al-Ṭabarī (1972), 2:270.
[46] al-Qurṭubī (1933), 3:126.
[47] Sunan Abī Dāwūd, Ḥadīth no. 2194.
[48] Al-Baqarah, 2:230.

پھر اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ بھی طلاق دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، بشر طیکہ جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لیے بیان فرما رہا ہے۔

حج

بعثت نبوی سے پہلے بھی عرب میں حج کا رواج موجود تھا، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحیدی تعلیمات کی یادگار سمجھا جاتا تھا، اگرچہ اس میں بعد ازاں جاہلی رسومات شامل گئی تھیں۔ لوگ برہنہ حالت میں طواف کعبہ کرتے تھے جس کے ذریعے سے بے حیائی پھیل رہی تھی۔ لوگ بتوں کے نام پر قربانیاں کرتے، نافع نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ایک ادمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ احرام باندھنے والا کیسے کپڑے پہنے ؟ رسول نے جواب دیا، نہ قمیض پہنو، نہ عمامہ، نہ شلوار، نہ کوٹ ٹوپی جڑ البادہ) اور نہ موزے پہنو، سوائے اس کے جیسے جوتے میسر نا ہوں وہ موزے پہن لے، اور انھیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لے، اور ایسا کپڑا نہ پہنو جسے کچھ بھی زعفران یا ورس (زرد چولہ) لگا ہو۔[49]

اسی طرح متعدد احادیث ملتی ہیں جن میں حج کی ادائیگی کا حکم اور اُس کا طریقہ موجود ہے اور ساتھ ہی ساتھ قرآن میں میں بھی اس کا ذکر فرمایا گیا جیسے:

و اتمو الحج والعمرة لله[50] حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو۔

ان الصفا والمروة من شعائر الله[51] صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

گود لینے کے طریقے

اسلام سے قبل لوگوں میں گود لینے کا طریقہ بہت عام تھا۔ وہ کسی بھی بچے کو اپنا بیٹا سا بنا لیتے اور اُس کو بالکل اپنے بیٹوں کی طرح رکھتے۔

"The adopted Son before Islam was treated like one's own son, to marry his divorce or widow was considered Unthinkable or Unlawful"[52]

مَّا جَعَلَ ٱللَّهُ لِرَجُلٖ مِّن قَلۡبَيۡنِ فِي جَوۡفِهِۦۚ وَمَا جَعَلَ أَزۡوَٰجَكُمُ ٱلَّٰٓـِٔي تُظَٰهِرُونَ مِنۡهُنَّ أُمَّهَٰتِكُمۡۚ وَمَا جَعَلَ أَدۡعِيَآءَكُمۡ أَبۡنَآءَكُمۡۚ ذَٰلِكُمۡ قَوۡلُكُم بِأَفۡوَٰهِكُمۡۖ وَٱللَّهُ يَقُولُ ٱلۡحَقَّ وَهُوَ يَهۡدِي ٱلسَّبِيلَ[53]

کسی آدمی کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں رکھے۔ اور اپنی جن بیویوں کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو، انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری سچ مچ کی مائیں نہیں بنایا، اور نہ تمہارے لے پالک لڑکوں کو تمہارے واقعی بیٹے بنایا ہے، یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے اور وہی سیدھی راہ سمجھاتا ہے۔

3- ابطال

ابطال کے معنی ہوتے ہیں ختم کرنا وہ روایات جو کہ بنیادی عقائد اور انسانی حقوق کے براہ راست خلاف تھیں:

---

[49] Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth no. 2791.
[50] Al-Baqarah, 2:196.
[51] Al-Baqarah, 2:158.
[52] Dr. Syed Ameer Hassan and Dr. Masooma Batool, "Concept of 'Urf (Custom) in Islamic Law and its Application in Social Affairs: An Analytical Study," Mohi Ud Din Journal of Islamic Studies 2, no. 1 (24 June 2024).
[53] Al-Aḥzāb, 33:4.

شراب نوشی

اسلام سے قبل عرب میں شراب نوشی ایک عام سی چیز مانی جاتی تھی لوگ اس کو پانی کی طرح کثرت سے سے استعمال کرتے تھے۔اس کو محفلوں میں گھروں عورتیں، مرد، بڑے بچے سبھی اس کا ایک جیسا استعمال کرتے تھے۔ جاہلیت میں شراب نوشی پر ایک مشہور شعر کہا جاتا ہے جس کا صرف ایک بند میں بیان کروں گا:

فان بتغنی في حلقه القوم تلقی
وان تقتصنی في الحو انيت تسه
منی تاسی اسبحک کاساورويته
و ان کنت عنہا غائبا فاغن وازود[54]

اگر تو مجھے لوگوں کے حلقہ میں ڈھونڈتے تو پائے گا اور اگر شراب خانوں میں مجھے شکار کرنا چاہیے تو کر سکتا ہے جب بھی تو میرے پاس آئے میں تجھے شراب کا پیالہ پلاؤں گا۔ اور اگر تو اس سے بے نیاز ہو کر نہ آئے جا اور بے نیازی کر

شراب کے رواج عام کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ عربی زبان میں شراب کے ڈھائی سو نام ہیں اور علامہ محمد الدین پیروزی نے خاص ان ناموں پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے تمام گھروں میں شراب کی مجلسیں قائم ہوتیں عورتیں اور چھوٹے بچے ساقی بنتے تھے۔ میں ابو طلحہ ان کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ ان دنوں کھجور ہی کی شراب پیا کرتے تھے پھر جونہی شراب کی حرمت پر آیت قرآنی اتری تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی سے ندا کرائی کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا (یہ سنتے ہی) ابو طلحہ نے کہا کہ باہر لے جا کر اس شراب کو بہا دے۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر ساری سراب بہادی- شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی تو بعض لوگوں نے کہا، یوں معلوم سے ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ اس حالت میں قتل کر دیئے گئے ہیں کہ شراب ان کے پیٹ میں موجود تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے، ان پر ان چیزوں کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ جو پہلے کھا چکے ہیں (آخر آیت تک)[55]

اس پر متعدد احادیث موجود ہیں جن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور قرآن کی آیات بھی اس پر مشتمل ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی وجہ سے دس آدمیوں پر لعنت بھیجی: اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے پینے والے پر، اس کے لے جانے والے پر، اس کے منگوانے والے پر اور جس کے لیے لے جائے اس پر اس کے بیچنے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کی قیمت کھانے والے پر، اس کو خریدنے والے پر اور جس کے لیے خریدی گئی ہو اس پر۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حضرت انس کی روایت سے غریب ہے۔ اور اسی حدیث کی طرح ابن عباس، ابن مسعود اور ابن عمر سے بھی مروی ہے جسے یہ لوگ بنی اکرم سے روایت کرتے ہیں۔[56]

سود

قبل از اسلام معاشرے میں رائج تھا جب اسلام شروع ہوا اسے ختم کر دیا گیا قرآن پاک میں اس کی حرمت اس انداز سے بیان کی گئی ہے کہ:

یمحق الله الربی ویرب الصدقات والله لا یحب کلا کفار أثیم (القرآن)

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو ناپسند فرماتا ہے۔

---

[54] Allāmah Shiblī Nu‘mānī and ‘Allāmah Sayyid Sulaymān Nadwī, Sīrat al-Nabī, vol. 2 (Maktabah Khalīl), 491–493.
[55] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ḥadīth no. 2464.
[56] Sunan al-Tirmidhī, Ḥadīth no. 1295

قرآن پاک میں سود کو حرام قرار دیا البتہ اسلام کی آمد سے قبل اہل عرب میں رسول کریم نے۔ اسکی حرمت میں بہت زیادہ احکامات صادر فرمائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کے ستر درجے ہیں سب سے اعلی درجے کا سود اپنی ماں سے زنا کے برابر ہے (الحدیث) کل کا کل مرد حرام کر دیا یہ اسلام کا خوبصرات اسلوب ہے کہ جبر کام معاشرے میں بڑائی اور جرائم اور کا سب نے اُسے ختم کر دیا گیا۔ سود سے معاشرے معاشرے میں ناہمواری آتی ہے اس لیے اس معاشی کشمکش ختم کر دیتے ہے اس چیز کر ختم کر دیا گیا۔

جوا

زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں جوابازی جسے میسر کہا جاتا ہے عام تھی لیکن اسلام نے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام کر دیا کیونکہ اس سے معاشرتی توازن خراب ہوتا تھا بہت زیادہ برائیاں جنم لیتی تھیں قرآن پاک میں اس کی حرمت اس انداز سے ہوئی ہے۔

يأيها الذين امنو انما الخمر والميسر و الانساب والازلام رجس من عمل الشيطان

اے لوگو جو ایمان لائے ہو بے شک شراب نوشی جوابازی انساب اور ازلام شیطانی عوامل ہیں۔

اس طرح سے جوابازی عرب معاشرت کی بڑائی کو ختم کیا گیا۔

انساب

انساب کے معنی ہیں کہ اپنی نسبت کسی بت کی طرف کرنا یعنی اگر کوئی بھی کام ہو تو اسکی نسبت کسی بھی بت کی طرف کر دینا اسے انساب کہتے ہیں جیسے خوشی۔ غمی نفع ونقصان، بیماری، شفا، گویا اسلام نے اس جہالت والی ریت کو بھی ختم کر دیا۔ اور قرآنی نص سے اسکی حرمت کا اعلان کر دیا۔

ازلام

اسلام کہتے ہیں کہ فال نکالنا یعنی اپنے اچھے اور بڑے ہونے والے کام اور آنے والے مستقبل میں کیے جانے والے عمل کے لیے فال نکالنا۔ اور اس انداز سے اپنے کام کا تعین کرنا یہ بھی سراسر اسلام کی نص سے حرام کردہ عمل ہے۔ تمام احکام سے ہے کہ ازلام شیطانی کاموں میں سے ایک ہے۔

خلاصہ بحث

عہدِ نبوی میں عرف کی شرعی حیثیت اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اسلام نے جاہلی معاشرے کی مثبت روایات کو امضاء کر کے قبول کیا، منفی پہلوؤں کو اصلاح سے درست کیا اور بنیادی عقائد کے منافی رسومات کو ابطال کر کے ختم کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت انسانی فطرت اور معاشرتی ضروریات کے منافی نہیں بلکہ ان کی رہنمائی کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت، خاندانی امور اور سماجی اخلاقیات میں عرف کو نص کے تابع رکھ کر اسے معتبر بنایا، جس کی بنیاد پر فقہی قاعدہ "العادة محكمة" قائم ہوا۔ یہ منہج اسلام کو ہر دور اور ثقافت کے لیے قابلِ عمل بناتا ہے، بشرطیکہ عرف شریعت کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔ نتیجتاً، اسلام نے معاشرتی اصلاح کا ایک متوازن اور جامع نمونہ پیش کیا جو عدل، انصاف اور توحید پر مبنی ہے۔

تجاویز وسفارشات

* جدید دور میں عرف کی تحقیق کو فروغ دیا جائے تاکہ معاصر مسائل (جیسے ڈیجیٹل ٹرانزیکشنز اور گلوبلائزیشن) میں شریعت کی مطابقت برقرار رہے۔
* فقہی اداروں میں عرف کی شرائط (نص کے خلاف نہ ہونا، عمومی ہونا، مطرد ہونا) پر مبنی کورسز متعارف کرائے جائیں۔

* مسلم معاشروں میں مثبت عرف (جیسے مہمان نوازی اور عدل پر مبنی تجارت) کو فروغ دیا جائے اور منفی عرف (جیسے جاہلی رسومات کی باقیات) کو ختم کرنے کے لیے آگاہی مہم چلائی جائے۔
* عہدِ نبوی کے عرف کے اطلاق پر مزید تحقیقی مقالے اور کتابیں تیار کی جائیں تاکہ طلبہ و علما کو یہ منہج سمجھنے میں آسانی ہو۔
* اسلامی بینکنگ اور معاشی نظام میں عرف کو استعمال کرتے ہوئے جدید معاہدات (جیسے اسلامی انشورنس) کو مزید مؤثر بنایا جائے، بشرطیکہ وہ نص شرعی کے مطابق ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Mukhtalif Ahl-e-ʻIlm. *ʻUrf wa ʻĀdāt*. May 2014.
* Ḥāfiẓ ʻImrān Ayyūb Lāhawrī. *Fiqh al-Ḥadīth: Ta'līf wa Takhrīj, taḥqīq wa ifādah ʻAllāmah Nāṣir al-Dīn al-Albānī*. February 2004.
* Muṣʻab Muḥammad. *Sharīʻat mein ʻUrf kā Iʻtibār aur us ke Ḥudūd wa Quyūd*. Maktabah ʻIlm wa Fiqh Deoband, 2005.
* Ṣafī al-Raḥmān Mubārakpūrī, Maulānā. *al-Raḥīq al-Makhtūm*. al-Maktabah al-Salafiyyah, May 2002.
* ʻAbd al-Qādir Ḥusayn, Muḥammad. *al-Ḍiyāfah wa Maṭāhira ʻind al-ʻArab Qabl al-Islām*. Tārīkh al-Qabūl bi al-Nashr, 12 November 2014.
* Ṣaḥīḥ al-Bukhārī. Riyadh: Dār al-Salām, 1997.
* "Headwear and Footwear in early Islam (610–661 CE)." *Lugatism*, 22 June 2022.
* Shaykh al-Ḥadīth ʻAbd al-Muṣṭafá Aʻẓamī. *Sīrat Muṣṭafá*. Maktabah al-Madīnah, Bāb al-Madīnah Karachi, 27 September 2008.
* Masarwah, Nader. "Marriage in Pre-Islamic Arabia as Reflected in Poetry and Prose: The Social and Humane Relations Between Husband and Wife." *Sociology Study* 3, no. 11 (November 2013).
* Ibn Kathīr. *Tafsīr Ibn Kathīr*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 2000.
* Muftī Taqī ʻUthmānī. *Tafsīr Āsān al-Qur'ān*. Karachi: Maktabah Maʻārif al-Qur'ān, 2005.
* Mawdūdī, Maulānā. *Tafhīm al-Qur'ān*. Lahore: Idārah Tarjumān al-Qur'ān, 2000.
* Ibn Kathīr, Abū al-Fidā' ʻImād al-Dīn. *Tārīkh Ibn Kathīr (al-Bidāyah wa al-Nihāyah)*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 2000.
* Maulānā Abū ʻUmar Muḥammad Shākir Nagdah. *Kitāb al-Ḥijāmah (Pichhnā Lagānā)*. Markaz al-Ḥijāmah Clinic, 2012–2013.
* Shaykh al-Ḥadīth Maulānā Muḥammad Zakariyyā. *Shamā'il Tirmidhī maʻ Urdū Tashrīḥ Khaṣā'il Nabawī*. Urdu Bāzār Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, 2000.
* Muḥammad Ḥusayn Haykal. *Ḥayāt Muḥammad*. Trans. Abū Afḍal Shahzād Muḥammad Khān, nazar thānī Shāhīd Aḥmad. Lahore: Maktabah al-Ḥikmah, 2019.
* Ummah Welfare Trust. *Ruqyah: A Remedy for Illnesses, Evil Eye, Magic and Jinn from the Qur'ān and Sunnah*. Birmingham: Ummah Welfare Trust, 2010.

* Abū ʻUbayd al-Qāsim ibn Salām. *Kitāb al-Amwāl*. Trans. ʻAbd al-Raḥmān Ṭāhir Sūratī, tartīb wa tadwīn Muḥammad Miyān Ṣiddīqī. Idārah Taḥqīqāt Islāmī Press, Islamabad, 1st ed., 2000.
* Dr. Muḥammad Najāt Allāh Ṣiddīqī. *Sharākat wa Muḍārabat ke Sharʻī Uṣūl*. Karachi: Maktabah Maʻārif Islāmī, 1993.
* "Encyclopedia of Muhammad (s.a.w): Bai Salam (بیع سلم)." Published 13 February 2025.
* ʻAllāmah Shiblī Nuʻmānī and ʻAllāmah Sayyid Sulaymān Nadwī. *Sīrat al-Nabī*. Vol. 3. Maktabah Khalīl, 2000.
* al-Ṭabarī. *Tārīkh al-Ṭabarī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1972.
* al-Qurṭubī. *al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qur'ān*. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1933.
* Dr. Syed Ameer Hassan and Dr. Masooma Batool. "Concept of ʻUrf (Custom) in Islamic Law and its Application in Social Affairs: An Analytical Study." *Mohi Ud Din Journal of Islamic Studies* 2, no. 1 (24 June 2024).
* ʻAllāmah Shiblī Nuʻmānī and ʻAllāmah Sayyid Sulaymān Nadwī. *Sīrat al-Nabī*. Vol. 2. Maktabah Khalīl, 2000.